کرتے تھے۔ لیکن دارقطنی نے اسکے موقوف ہونے کو درست قرار دیا ہے، کیونکہ مرفوع روایت کا راوی صرف عمر بن شبّۃ ہے۔

شیخ ابن بازؒ فرماتے ہیں کہ یہ علت قابل التفات نہیں بلکہ یہ زیادۃ الثقۃ کی قبیل سے ہے۔ لہٰذا یہ حدیث تکبیرات جنازہ میں رفع یدین کرنے کی دلیل ہے۔ (تعلیق الشیخ علی فتح الباری :۲۲۷/۳)

عمربن شبّۃ کو امام ابن حجر نے ,,صدوق ،صاحب تصانیف،، قرار دیا ہے (تقریب التہذیب)

مذکورہ بالا حدیث امام دارقطنی کی العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ کے پہلے آٹھ اجزاء میں نہیں ملی۔ قَالَ مَالِکٌ: (نَعَمْ اِرْفَعْ یَدَیْکَ مَعَ کُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ ،وَلَمْ اَسْمَعْ فِیْہِ شَیْئًا) (صححہ الالبانیؒ فی الإرواء: ۱۱۳/۳) ''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا '' ہاں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرو، لیکن میں نے اس مسئلے میں کوئی حدیث نہیں سنی ہے''۔

اس مسئلے میں مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کی گنجائش ہے :عَنِ ابْنِ عُمَرَ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ إذَاقَامَ اِلَی الصَّلاَۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی اِذَا کَانَتَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ کَبَّرَ،ثُمَّ اِذَ ا اَرَادَ اَنْ یَرْکَعَ رَفَعَھُمَا حَتّٰی یَکُوْنَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ کَبَّرَ وَھُمَا کَذٰلِکَ رَکَعَ،ثُمَّ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَرْفَعَ صُلْبَہٗ رَفَعَھُمَا حَتّٰی یَکُوْنَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ قَالَ :(سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ) ثُمَّ یَسْجُدُ وَلاَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ السُّجُوْدِ،وَیَرْفَعُھُمَا فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ وَتَکْبِیْرَۃٍ قَبْلَ الرُّکُوْعِ حَتّٰی تَنْقَضِیَ صَلاَتُہٗ،، (مسنداحمد۱۳۳/۲۔۱۳٤) صححہ الألبانیؒ فی الإرواء۱۱۳/۳) ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں رفع الیدین کی تفصیل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں'' کہ رسول اللہ ﷺ نماز کی ہر رکعت میں رکوع سے قبل ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے''۔

یہ حدیث عام نمازوں سے متعلق ہے اور اسی عموم سے نماز جنازہ میں بھی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا استدلال کیا جاسکتا ہے۔ بالخصوص اس لئے کہ راوی حدیث کا اپنا عمل بھی اسی کے مطابق ہے۔ واللہ اعلم

(عبدالوھاب خان)

خشک سالی کی آفت
ہمارے گناہوں کی شامت

محمد ایوب غلام

اطراف عالم اور پڑوسی ممالک سمیت وطن عزیز پاکستان کا اکثر علاقہ شدید خشک سالی کی لپیٹ میں ہے۔ بعض علاقے کئی سال سے باران رحمت سے محروم چلے آرہے ہیں، اکثر علاقے امسال خشک سالی اور قحط سے پریشان حال ہیں۔ انسان، حیوان، چرند، پرند، غرض ہر ذی روح خشک سالی کا شاکی ہے۔ فصل اور پھلدار درخت تباہ وبرباد ہورہے ہیں، خوبصورت پھول مرجھارہے ہیں، جانوروں کی خوراک گھاس وغیرہ سوکھ رہی ہے، خشک سالی اور قحط اللہ پاک کی طرف سے امتحان، آزمائش اور عذاب کی ایک صورت ہے۔

جب اس کے بندے اسکے دیکھتے ہوئے، اسی کا رزق کھاتے ہوئے، اسکی سرزمین پر رہتے ہوئے، اس کے عطا کردہ طاقت جسم وجان اور عقل کو ناجائز طریقے پر استعمال کرتے ہوئے شکر کی جگہ ناشکری اور طاعت کی جگہ نافرمانیاں کرنے لگیں، اور خصوصاً خوشحال طبقے بدمستیاں کرنے لگیں، تو اللہ پاک اس قوم پر بطور تنبیہ خشک سالی اور قحط وغیرہ کی شکل میں عذاب نازل کرتا ہے، تاکہ اس کے بندے پھر اسی کی طرف رجوع اور توبہ کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وإذا أردنا أن نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدميرا٥﴾ (بنی اسرائیل:١٦) "اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کرلیتے ہیں، تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو (کچھ) حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں، تو ان پر (عذاب کا) فیصلہ ثابت ہوجاتا ہے پھر ہم اسے تباہ وبرباد کردیتے ہیں"

اس آیت میں وہ اصول بتلایا گیا ہے جس پر قوموں کی ہلاکت کا فیصلہ کیا جاتا ہے کہ انکا خوشحال طبقہ اللہ پاک کے احکام کی نافرمانی شروع کردیتا ہے، اور انہی کے طور طریقے پر دوسرے لوگ چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یوں اس قوم میں اللہ پاک کی نافرمانی عام ہوجاتی ہے اور وہ مستحق عذاب قرار پاجاتی ہے۔ کبھی خشک سالی اور قحط کی صورت میں،

کبھی زلزلہ، طوفان اور سیلاب وغیرہ کی شکل میں اور بعض اوقات فصلوں پر ٹڈی دل مسلط کر دیا جاتا ہے جو آن کی آن میں ہری بھری فصل چٹ کر جاتی ہیں۔ فصلوں پر ضرر رساں کیڑے مکوڑے حملہ کرتے ہیں جو نہ صرف موجودہ فصل کو خراب کرتے ہیں بلکہ یہ حاصل شدہ بیج کے ساتھ انڈے بھی چھوڑ جاتے ہیں۔ بعض زمینی کیڑے اندر ہی سے کھا کر فصل کو بیخ وبن سے کھوکھلی کر دیتے ہیں، ماہرین زراعت بیان دیتے ہیں کہ فلاں ترقی یافتہ قسم کا بیج امریکہ سے درآمد کیا گیا تھا جس پر اس جراثیم کا اثر تھا۔ (امریکہ کے غلام اپنے آقا کے برآمد شدہ بیج کو لیبارٹری میں ٹیسٹ کرنا بغاوت اور بے وفائی سمجھتے ہیں)۔ یا کوئی اور مادی سبب بیان کر کے اپنی مہارت کی دھاک بٹھاتے ہیں۔

آج کا انسان قدرتی آفات اور تنبیہات الٰہی میں سائنسی وجوہات پیش کر کے مطمئن ہو جاتا ہے، اگر خشک سالی ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ اوسطاً بارش اتنے ملی میٹر برسا کرتی تھی، کم برسی، کیونکہ زیر زمین پانی نیچے اتر گیا۔ بارانی زمین اناج نہ اگا سکی اور یوں قحط آ گیا۔

ہائے افسوس! آج کا مسلمان احکامات الٰہی اور قرآنی وارننگ بھول گیا ہے ﴿**قل ارء یتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یأتیکم بماء معین**o﴾ (الملک: ۳۰) ''آپ کہہ دیجئے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہارے (استعمال کا) پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو تمہارے لئے نتھرا پانی لائے ؟!''۔

غور: کا معنی ہے خشک ہو جانا، گہرائی میں چلا جانا جہاں سے پانی نکالنا مشکل ہو۔

اگر اللہ پاک پانی کو خشک کر دے، اسکا وجود ہی ختم کر دے، تو بتلاؤ پھر کون ہے جو تمہیں جاری صاف پانی مہیا کر دے؟ کوئی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ ہماری نافرمانیوں کے باوجود اپنی نوازشات اور انعامات سے بھی محروم نہیں فرماتا۔ ہم بھول گئے ہیں کہ مسبب الأسباب اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اسکی رحمت اور غضب کے پکے قاعدے اور اٹل اصول ہیں۔ ﴿ **ولقد أخذنا آل فرعون بالسنین ونقص من الثمرات لعلهم یذکّرون**O﴾ (الأعراف: ۱۳۰) ''ہم نے فرعون والوں کو قحط سالی اور پیداوار کی کمی میں مبتلا رکھا تاکہ وہ نصیحت قبول کریں''۔

سنین: سے مراد قحط سالی ہے، یعنی بارش کے فقدان اور درختوں، فصلوں اور پھلوں میں کیڑے وغیرہ لگ جانے سے پیداوار میں کمی ہونا۔ اس آزمائش کا مقصد یہ تھا کہ ظلم اور تکبر سے باز آجائیں، جسمیں وہ مبتلا تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ **فإذا جاء تهم الحسنة قالوا لنا هذه وان تصبهم سیئة یطیروا بموسی ومن معه الاانما طائرهم عندالله ولکن اکثرهم لایعلمون**o﴾ (الأعراف: ۱۳۱) ''پس جب ان پر خوشحالی آجاتی

تو کہتے کہ یہ ہمارے لئے ہونی ہی چاہئے، اور اگر ان کو کوئی بد حالی پیش آجاتی تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور انکے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے۔ یاد رکھو انکی نحوست اللہ تعالیٰ کے پاس (اللہ کے علم میں) ہے لیکن ان کی اکثریت کچھ نہیں جانتی"۔

اور پھر آزمائش پر نہ جھکنے والے، نہ پلٹنے والے کس حشر سے دوچار ہوتے ﴿فارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم ایات مفصلات فاستکبروا وکانوا قوما مجرمینo﴾ (الاعراف:۱۳۳) "پھر ہم نے ان پر طوفان، ٹڈی، جوئیں، مینڈک اور خون (کا عذاب) بھیجا، یہ سب کھلے معجزے تھے، وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ تھے ہی جرائم پیشہ"۔

طوفان: سے مراد سیلاب، آبادی کی تباہی، یا کثرت اموات وغیرہ ہے۔

جراد: ٹڈی، اس کے دل کے دل فصلوں کو ختم کردیتے ہیں۔ مقولہ ہے: "ٹڈی کا آنا کال کی نشانی"۔

قمل: جوئیں، جو انسان اور بعض جانوروں کے جسم اور بالوں میں لگتے ہیں۔

ضفادع: مینڈک، انکے کھانوں میں، بستروں میں، غلوں میں، ہر جگہ مینڈک ہی مینڈک ہوگئے۔

دم: خون، پینے کیلئے پانی اٹھاتے۔ تو وہ خون بن جاتا۔

ہر عذاب کے بعد دوسرا عذاب آتا تو اس سے تنگ آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے اور دعا کیلئے کہتے جب وہ ٹل جاتا تو ایمان لانے کے بجائے پھر کفر و شرک پر جمے رہتے۔

اللہ تعالیٰ نے جملہ انسانوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ خوشحال ہو یا بد حال، محتاج ہو یا تونگر، بیمار ہو یا صحت مند، پریشان حال ہو یا مستانہ چال سب امتحانات، آزمائشیں، مصائب و آلام ہم پر اس لئے آتی ہیں کہ اس سے عبرت حاصل کریں اور اپنی اصلاح کریں، ہر دم اپنے خالق ومالک کی اطاعت کریں اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کریں۔ خوشحالی کو اللہ پاک کی نعمت جان کر شکر کریں، بد حالوں پر ظلم و ستم نہ ڈھائیں۔ اور بد حالی کو اسی ذات واحد کی آزمائش سمجھ کر صبر کریں اور اپنے گناہوں کی شامت مان کر توبہ و استغفار کریں۔

بصورت دیگر اللہ کی پھٹکار پڑی تو کسی بھی چیز کی قلت یا کثرت بھی انسان کو ہلاکت میں ڈال سکتی ہے، جیسا کہ پانی جو بڑی نعمت ہے اسکی قلت قحط سالی اور کثرت سیلاب کا پیش خیمہ ہے۔

پاکستان کے تاریخی سیلاب

نمبر شمار	سال	افرادی نقصانات	تخمینہ مالی نقصانات
1	1950	2,190 افراد ہلاک	11,48,20,00,000 روپے
2	1956	160 افراد ہلاک	7,51,20,00,000 روپے
3	1957	4,498 افراد ہلاک	7,11,10,00,000 روپے
4	1973	474 افراد ہلاک	1,23,82,00,00,000 روپے
5	1976	425 افراد ہلاک	86,38,00,00,000 روپے
6	1978	393 افراد ہلاک	55,96,00,00,000 روپے
7	1988	508 افراد ہلاک	35,50,90,00,000 روپے
8	1992	1,008 افراد ہلاک	1,04,33,00,00,000 روپے
9	1995	591 افراد ہلاک	14,82,30,00,000 روپے
	میزان	10,247	4,46,92,70,00,000 روپے

چشم بصیرت رکھنے والے انسانوں کے لئے جس طرح قحط سالی عذاب الٰہی کی ایک صورت ہے اسی طرح سیلاب بھی عبرت حاصل کرنے کا موقع ہے۔ مگر دو ٹانگوں پر چلنے والے حیوان ناطق ہر آفت پر غیراللہ سے استعانت، شعبدہ بازوں اور نجومیوں سے رجوع اور بے صبری سے اودھم مچا کر دم بدم غضب الٰہی کو بھڑکاتے اور آفت سماوی کو للکارتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿**ظهر الفساد فى البر والبحر بما كسبت ايدى الناس ليذيقهم بعض الذى عملوا لعلهم يرجعون**۝﴾ (الروم: ٤١) ''خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے مصائب آن پڑیں اس لئے کہ انہیں انکے بعض کرتوتوں کا مزا چکھادے، تاکہ وہ باز آجائیں''۔

آیئے! ہر ایک ٹھنڈے دل سے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر غور کریں، کہ ہمارے معاشرے میں کون سی برائی نہیں ہے، شرک، عقیدے کی خرابی، بدعات وخرافات، والدین کی نافرمانی، جھگڑا فساد، حق تلفی، وعدہ خلافی، جھوٹ، غیبت، فحاشی، بددیانتی، بداخلاقی غرض وہ کون سی برائی ہے جو بحیثیت مجموعی ہمارے نام نہاد اسلامی معاشروں میں نہیں پائی جاتی۔ یہ سب انفرادی گناہ ہیں جن سے توبہ کرنے کا کسی کو شعور نہیں۔ إلا ماشاء الله

عذاب الٰہی کو دعوت دینے والے قومی وسرکاری جرائم:

ان جرائم کی فہرست بے تحاشا طویل بن سکتی ہے مگر سر دست چند اہم نکات بیان کئے دیتے ہیں جن سے پوری قوم متاثر ہو رہی ہے۔

۱۔ انگریزی قوانین کی عملداری اور "حقوق انسانی" کے نام پر دہشت گردوں اور جرائم پیشہ افراد کی حوصلہ افزائی۔

۲۔ "بنیادی صحت اور بہبود آبادی" کے خوشنمانام پر فحاشی و نسل کشی کی سرکاری سرپرستی اور بین الاقوامی تعاون۔

۳۔ "تفریحی صنعت" کے عنوان پر بد معاشی، بد اخلاقی اور جرائم کی اجتماعی تربیت واشاعت۔

۴۔ "معاشی انقلاب" کے دلکش جھانسے کے تحت ملک دشمن مالیاتی اداروں کی غلامی۔

۵۔ "امن پسندی" کے دام تزویر میں الجھ کر مجاہدین اسلام پر قدغن لگانے کی یہودیانہ وہندوانہ سازش۔

۶۔ "تجارتی ترقی" کے فریب میں قوم کے ازلی دشمن کو MOST FAVOURITE NATION قرار دینے کی ہندونوازذہنیت۔

۷۔ "نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کے محافظین" کو کرگل سے شرمناک سیاسی پسپائی کی پرواہ نہیں، لیکن ذاتی نوعیت کے مسائل پر انتہائی اقدامات سے بھی ہچکچاتے نہیں۔

اس طرح کی تمام اسلام دشمن اور انسانیت سوز اجتماعی وقومی غلط کاریوں کا مداوا اور استحکام وطن کا فارمولا اجتماعی توبہ اور کتاب الٰہی وسنت نبوی کا نفاذ ہے۔

آج کا غافل معاشرہ تنگی میں رہنے کے باوجود پانی کی قدر و قیمت نہیں جانتا اور اسے قحط سالی کی آفت کا شعور نہیں، جبھی تو اسے بارش رکوانے والے جرائم پر ندامت نہیں ہے۔

پانی اللہ کی بڑی نعمت ہے:

پانی کی اہمیت ہوا سے کم نہیں، آدمی غذا کے بغیر کئی ہفتے زندہ رہ سکتا ہے، لیکن پانی کے بغیر صرف چند دن جسم وجان کا رشتہ قائم رکھ سکتا ہے۔ انسانی جسم سے چربی کے ذخائر ختم ہو جائیں اور لحمیات بھی نصف رہ جائیں تو زندگی پھر بھی باقی رہ سکتی ہے۔ لیکن جسم سے دس فیصد پانی کم ہو جائے تو حالت نازک ہو جاتی ہے اور بیس فیصد کمی موت کو دعوت دینے لگتی ہے۔

قوم سبأ کتنی مشہور اور خوشحال تھی انکے ہاں باغوں کی کثرت، پانی کی فراوانی، اور پھل فروٹ کی ریل پیل تھی، بارہ مہینے پھل لگتے تھے۔ اللہ کا فرمان ہے ﴿لقد كان لسبأ في مسكنهم اية جنتان عن يمين وشمال

كلوا من رزق ربكم واشكروا له بلدة طيبة ورب غفورo فأعرضوا فأرسلناعليهم سيل العرم وبدلناهم بجنتيهم جنتين ذواتي أكل خمط وأثل وشئ من سدر قليلo ذلك جزينا هم بما كفروا وهل نجازي الا الكفورo ﴾(سبأ:١٥۔١٧) "قوم سبا کیلئے اپنی بستیوں میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں تھیں انکے دائیں بائیں دوباغ تھے، (اللہ نے حکم دیا) اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھاکر اسکا شکر ادا کرو۔ (سبحان اللہ کیا شان ہے) عمدہ شہر اور بخشنے والا رب۔ لیکن انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر بند (مآرب) کا سیلاب بھیج دیااور ہم نے انکے ہرے بھرے باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دیئے جو بدمزہ میووں والے اور بکثرت جھاؤاور کچھ بیری کے درختوں والے تھے۔ ہم نے انکی ناشکری کابدلہ انہیں دیاہم سخت سزا بڑے بڑے ناشکروں ہی کو دیتے ہیں، مفسرین نے قوم سبأ کی خوشحالی اور انکے باغات کی حیرت انگیز نقشہ کشی کی ہے، جو انکے گناہوں کی پاداش میں زمین بوس ہوگئے۔

اللہ پاک انسان کو دنیاو آخرت کے عبرتناک انجام سے بچنے کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ﴿**قل يا عبادى الذين اسرفوا على انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفورالرحيمo وانيبوا الى ربكم واسلموا له من قبل ان ياتيكم العذاب ثم لاتنصرونo**﴾(الزمر:٥٣۔٥٤)

"کہہ دیجئے کہ اے میرے (یعنی اللہ کے) بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ پاک تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش والا، رحمت والا ہے۔ تم سب اپنے رب کی طرف جھک پڑو (توبہ کرو) اور اسکی حکم برداری کرو (اپنی اصلاح کرو) اس سے قبل کہ تمھارے پاس عذاب آجائے، پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی"۔ ان آیات میں اللہ پاک نے تمام انسانوں کو گناہگار، نافرمان اور مشرک الغرض سب کو توبہ کی دعوت دی ہے اور بتلایاہے کہ اللہ پاک غفور رحیم ہے وہ ہر تائب کی توبہ قبول فرماتا ہے ہر جھکنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ شریعت میں توبہ کا مفہوم ہے

۱۔ گناہ کو چھوڑنا۔

۲۔ اپنی غلطی پر نادم ہونا۔

۳۔ اس بات کا پکا عزم کرنا کہ آئندہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کریگا۔

ہاں اگر گناہ کا تعلق کسی بندے سے ہو تو اس سے توبہ کیلئے زائد شرط ہے کہ حق دار کا حق ادا کرے۔ یا معافی حاصل کرے۔

امام حسن بصریؒ کے پاس ایک شخص نے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا ''اللہ پاک سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو'' دوسرے شخص نے غربت وفقیری کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا ''اللہ سے معافی طلب کرو'' تیسرے شخص نے عرض کی ''دعا کریں مجھے اللہ بیٹا عطا فرمائے'' آپ نے اس سے بھی اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے کو کہا۔ چوتھے شخص نے اپنے باغ میں پھلوں کی کمی کا شکوہ کیا تو آپ نے اس سے بھی فرمایا ''اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی معافی کی التجا کرو''۔ ربیع بن صبیح نے آپ سے کہا: یہ لوگ الگ الگ شکایت لے کر آئے، لیکن آپ نے ان سب کو ایک ہی حکم دیا ''اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو'' امام حسن بصریؒ نے جواباً فرمایا میں نے انہیں اپنی طرف سے تو کوئی بات نہیں بتلائی، میں نے تو اس بات کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالی نے سورہ نوح میں فرمایا ہے: ﴿فقلت استغفروا ربکم انه کان غفاراo یرسل السماء علیکم مدراراo ویمددکم بأموال وبنین ویجعل لکم جنات ویجعل لکم أنهاراo﴾ (نوح: ۱۰۔۱۲) ''میں نے کہا اپنے مالک سے بخشش مانگو، بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے، آسمان سے خوب موسلادھار مینہ تم پر برسائے گا اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا'' (تفسیر قرطبی: ۱۸/ ۳۰۲، الکشاف: ۴/ ۱۹۲، الخازن: ۷/ ۱۵۴، روح المعانی ۲۹/ ۷۳)

اس وقت خشک سالی، باران رحمت سے مسلسل محرومی اور قحط کی وجہ سے بہت سے لوگ اور لاکھوں مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور لاکھوں جسم وجان کا رشتہ باقی رکھنے کیلئے تڑپ رہے ہیں۔ اور انسان نقل مکانی کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں، پانی اور قوت لایموت کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

درحقیقت یہ اللہ تعالی کی طرف سے عذاب کی ابتدائی شکل ہے اور مسلم امت کی آنکھیں کھولنے کیلئے انتباہ اور وارننگ ہے۔ آیئے ہم خلوص اور ندامت کے ساتھ اپنے رب کریم غفور رحیم کی طرف رجوع کریں، اسکی نافرمانیوں کو ترک کریں اس سے وفاداری اور اسکے احکامات کی اطاعت کرنے کا عہد کریں تو اللہ تعالی یہ خشک سالی اور قحط جلد ختم کرکے رحمت کے ذریعے خوشحالی عطا کردے گا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے ﴿ولو أن أهل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیهم برکات من السماء والأرض ولکن کذبوا فأخذناهم بما کانوا یکسبونo أفأمن اهل القری أن یأتیهم بأسنا بیاتا وهم نائمون o أو أمن أهل القری أن یأتیهم بأسنا ضحی وهم یلعبونo﴾ (الأعراف: ۹۶۔۹۸) ''اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقوی کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ مگر انہوں نے جھٹلایا، لہذا ہم نے اس بری کمائی کے حساب